بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

زیرِ سرپرستی : یادگارِ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر 2074 جامع مسجد قدیمیہ
بالمقابل چڑیا گھر شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور • پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 ☎ 042 - 6370371 042 - 6373310

ناشر : انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)
نصیر آباد، باغبانپورہ، لاہور • پوسٹ کوڈ نمبر: 54920 ☎ 042 - 6551774 042 - 6861584

فہرست

عرضِ مرتب

اس سال ۱۴۱۶ھ میں ری یونین کے احباب کے اصرار پر حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ری یونین کا سفر فرمایا۔ حضرت والا کا ری یونین کا یہ تیسرا دورہ تھا۔ وہاں کے شہر سینٹ پیر (St Piene) کی مسجد الطیب المساجد سے ملحق مدرسہ الطیب المدارس میں جناب مولانا قاری یعقوب صاحب کے دو شاگردوں نے حفظِ قرآنِ پاک مکمل کیا۔ قاری یعقوب صاحب زید مجدہم حضرت والا کے متوسلین میں ہیں انہوں نے حضرت والا سے درخواست کی کہ ختم قرآن پاک کی تقریب میں حضرت والا نصیحت کے چند کلمات ارشاد فرمادیں۔ چنانچہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۹۶ء بعد نمازِ جمعہ ۲ بجے دوپہر الطیب المساجد میں قرآنِ پاک کی عظمت اور حفاظِ کرام کی فضیلت پر حضرت والا دامت برکاتہم نے ارشادات فرمائے جو مختصر لیکن مدلل و جامع اور عمل کی ترغیب عاشقانہ کے حامل تھے جس سے خواص و عوام سب نہایت متاثر ہوئے اور ڈابھیل کے حضرت مولانا مفتی اسمٰعیل بیمات صاحب دامت برکاتہم بھی جو ری یونین سفر پر تشریف لائے ہوئے تھے اس تقریب میں تشریف فرما تھے وعظ کی بہت قدر دانی و تحسین فرمائی اور وہاں کے احباب کی خواہش پر اس وعظ کو جس کا نام عظمتِ حفاظ کرام تجویز کیا گیا شائع کیا جارہا ہے۔ حق تعالٰی شرفِ قبول عطا فرمائیں اور صدقۂ جاریہ فرمائیں اور حضرت والا کے فیوض و برکات کو قیامت تک باقی فرمائیں ! اٰمِیْن بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمُ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

احقر سید عشرت جمیل میر غفرلہٗ

خادمِ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عظمتِ حُفاظِ کرام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَفُ اُمَّتِیْ
حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ (جامع صغیر صفحہ ۱۴۱، جلد ۱)

حافظِ قرآنِ پاک کے لیے جنت کے دس پاسپورٹ

قیامت کے دن حافظِ قرآن باعمل کو بقول وبعنوان میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم جنت میں جانے کے لیے گیارہ پاسپورٹ ملیں گے۔ ایک پاسپورٹ سے تو حافظِ قرآن باعمل خود جائے گا اور دس پاسپورٹ اس کو اور ملیں گے کہ اپنے خاندان میں سے وہ ان لوگوں کا انتخاب کرے جن کے لیے دوزخ کا فیصلہ ہوچکا ہو گا۔ ان لوگوں میں سے جن دس لوگوں کو وہ چاہے گا اپنی مرضی سے منتخب کر کے جنت میں لے جائے گا۔ جس کو چاہے انتخاب کرلے۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا کہ حافظِ قرآن بچوں کا ادب کرو تاکہ قیامت کے دن وہ تمہارا انتخاب کرسکیں۔ اگر آپ نے ان کا مذاق اُڑایا، انہیں حقیر سمجھا،

ان کی تحقیر اور استخفاف کیا تو قیامت کے دن ایسے لوگوں کا یہ انتخاب نہیں کریں گے لہٰذا حافظِ قرآن بچوں کا ادب بزرگوں کا تعامل رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک سچا واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔

حفاظِ کرام کے ادب کا انعام

مدینہ شریف میں مولانا آفتاب عالم نے اپنے والدِ ماجد حضرت مولانا بدر عالم صاحب مصنفِ ترجمان السنۃ کے حالات میں بیان کیا اور اس وقت میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے کہ میرے والد کی قبر کو حکومتِ سعودیہ نے چھ چھ ماہ کے بعد تین مرتبہ کھودا تا کہ اس کی جگہ دوسرا مردہ دفن کیا جائے لیکن دیکھا کہ بڑے میاں صحیح سلامت موجود ہیں، جُثَّتُهٗ لَمْ تَتَغَيَّرْ جسم میں ذرا بھی تغیر نہیں ہوا تھا جیسے ابھی ابھی دفن ہوئے ہیں وَكَفَنُهٗ لَمْ يَبْلَ اور کفن بھی پرانا نہیں ہوا تھا جیسے ابھی کا ہے۔ ان کو یہ مقام کیسے ملا؟ مولانا آفتاب عالم صاحب نے اپنا گمان ظاہر کیا کہ میرے والد صاحب کا ایک خاص عمل یہ تھا کہ وہ حافظِ قرآن بچوں کی طرف پیر نہیں کرتے تھے اگرچہ معمر تھے بڑے عالم تھے اور اس عمل کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ جس طرف قرآن شریف رکھا جاتا ہے ادھر پاؤں نہیں کرنا چاہیے تو جس کے سینہ میں قرآنِ پاک ہے، جو سینہ حاملِ قرآنِ پاک ہے اس کی طرف پاؤں کرنا بھلا خلافِ ادب نہ ہوگا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ادب کی برکت سے مولانا پر یہ فضلِ عظیم ہوگیا کہ ان کا جسم بھی محفوظ کر دیا گیا۔

قرآنِ پاک کا نام ادب سے لینا چاہیے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن اُٹھا لانا۔ میں کہتا ہوں قرآنِ پاک، قرآن شریف یا قرآنِ مجید کہنا چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ مجید نازل فرمایا اور ہم بغیر القابِ شرف و بزرگی کے نام لیں کتنی بے ادبی کی بات ہے۔ پاکستان ہندوستان کے بعض شہروں میں جہاں اولیاء اللہ دفن ہیں ان شہروں کا نام اگر آپ بغیر شریف لگائے لیں تو پٹائی ہو جائے تو دوستو! قرآن شریف کہیے، مکہ شریف کہیے، مدینہ شریف کہیے۔ خالی یوں کہنا کہ میں مدینہ گیا تھا، مناسب نہیں۔ مدینہ طیبہ، مدینہ منورہ، مدینہ پاک، یا مدینہ شریف کہنا چاہیے۔

حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا عظیم مظہر

ابھی کراچی سے آتے ہوئے میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کا یہ گولہ چوبیس ہزار میل کا بنایا ہے جس میں پانی بھی ہے، زمین بھی ہے، پہاڑ بھی ہیں، سمندر بھی ہے اور پانی بھی گول ہے کیونکہ زمین کے گولہ پر ہے تین حصہ پانی اوپر سے نیچے تک زمین کی گولائی میں پھیلا ہوا ہے اور زمین کے گولہ کی کوئی سپورٹنگ بھی نہیں، فضا میں معلق ہے اور یہ پورٹنگ سائنس دانوں نے اب کی ہے مگر ہم کو چودہ سو برس پہلے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نازل فرمایا: وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ اللہ کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کوئی ستون، کوئی کھمبا نہیں ہے جس پر ٹکے ہوتے ہوں۔ وہ زمانہ

گیا جب دادی اماں اور نانی اماں کہتی تھیں کہ بیٹا یہ دُنیا کا گولہ جو ہے یہ بیل کے ایک سینگ پر ہے۔ سال بھر جب زمین کا وزن اُٹھائے اُٹھائے تھک جاتا ہے تو سینگ بدلتا ہے، دُنیا کو دوسرے سینگ پر رکھتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ لیکن اب تو جہاز نیچے سے اُوپر اُڑ کر آجاتا ہے، دیکھ لیا کہ کوئی بیل وغیرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خلا میں چوبیس ہزار میل کے گولہ کا وزن معلّق کیا ہوا ہے، ہم فضا میں ایک ہلکا سا رومال چھوڑ دیتے ہیں تو گر جاتا ہے لیکن چوبیس ہزار میل کا گولہ اللہ کے حکم سے فضا میں قائم ہے۔ جو اللہ اتنا بڑا گولہ زمین کا بغیر ستون بغیر کھمبا اور پلر کے قائم کر سکتا ہے وہ ہمارے دل کو بھی قائم کر سکتا ہے صراطِ مستقیم پر۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ اے ہماری ماں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے گھر میں ہوتے تھے تو کیا دُعا پڑھتے تھے۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اکثر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲) اے دلوں کو بدلنے والے ہمارے دل کو دین پر قائم فرما کیونکہ قلب کے معنی ہی بدلنے کے ہیں قلب اپنی فطرت کے اعتبار سے اپنی لغت کے اعتبار سے بدلنے کا دوسرا نام ہے اسی سے انقلاب کا نعرہ لگا ہے، انقلاب کے معنی ہیں بدل جانا، تبدیلی آجانا۔ جب قلب کے معنی بدلنے کے ہیں تو معلوم ہُوا کہ قلب اپنی فطرت کے اعتبار سے بدلنے والا ہے اور ہر وزنی چیز اپنی فطرت کے اعتبار سے گرنے والی ہے جیسے کہ ابھی یہ رومال گر گیا لیکن اگر اپنی فطرت کے خلاف کوئی وزنی چیز نہیں گر رہی ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس کے پیچھے کوئی زبردست طاقت ہے جو اس وزن کو اس

کی فطرت کے خلاف گرنے سے بچائے ہوئے ہے اور فضا میں معلق کیے ہوئے ہے۔ جس چیز میں گرنے کی عادت، گرنے کی فطرت گرنے کی خاصیت ہے اس کو نہ گرنے دینا یہ زبردست قدرتِ قاہرہ اور زبردست طاقت کی علامت اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ ہے۔

قہار کی تعریف

قہار کی تعریف مفسرین اور علماء نے یہ کی ہے: اَلَّذِیْ یَکُوْنُ لَهٗ کُلُّ شَیْءٍ مُّسَخَّرًا تَحْتَ قُدْرَتِهٖ وَقَضَائِهٖ وَقُدْرَتِهٖ قہار وہ ذات ہے کہ ساری کائنات جس کی قدرت کے تحت ہے، کائنات کی ہر شے اس کی طاقت وقضاء وقدر کے تحت مسخر ہے، ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا ہمیں سکھا دی جس کا ترجمہ گویا یہ ہوا کہ اے اللہ قلب کی فطرت بدلنے کی ہے ذرا سی دیر میں بایزید بسطامی اور ذرا سی دیر میں ننگِ یزید، گھڑی میں اولیا، گھڑی میں بھوت۔ اے اللہ ایسے بدلنے والے قلب کو آپ دین پر قائم فرما دیجئے کہ دین سے کبھی نہ پھرے۔ بھوت پر ایک لطیفہ یاد آگیا۔ الٰہ آباد میں مولانا قمر الزمان صاحب ہیں جو بخاری شریف پڑھانے والے بڑے عالموں میں شمار ہوتے ہیں۔ گجرات میں بھی ان کا سفر ہوتا رہتا ہے

کُوْنُوْا سے معیتِ صادقین کے دوام و استمرار پر استدلال

میری الٰہ آباد میں تقریر تھی جس میں میں نے عرض کیا کہ: کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں کُوْنُوْا امر ہے اور امر بنتا ہے مضارع سے مضارع میں دو زمانہ ہوتا ہے،

حال اور استقبال۔ لہٰذا کُونُوْا کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ حال میں بھی اللہ والوں کے ساتھ رہو اور اگر ان کا انتقال ہو جاتے تو دوسرا مربی تلاش کرو، ہمیشہ ساری زندگی استمرار اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ مضارع میں تجدد استمراری کی شان ہوتی ہے اور مضارع سے امر بنتا ہے اور ہر مشتق میں اپنے مصدر کی خاصیت ہوتی ہے۔ پس کُونُوْا میں بھی تجدد استمراری کی شان ہے لہٰذا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مطلب یہ ہوا کہ حال میں بھی اہل اللہ کے ساتھ رہو اور مستقبل میں بھی اہل اللہ کے ساتھ رہو تمہاری زندگی کے ہر زمانہ میں اہل اللہ کی معیت کا استمرار ہو۔

اس بات پر مولانا کو اتنا وجد آیا کہ فرمایا کہ مَیں تو تمہاری تقریر سے مبہوت ہو گیا کہ ہمارے اکابر نے جو فرمایا کہ شیخ اوّل کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ و مربی کو تلاش کرو اس کا مقصد یہی ہے کہ اہل اللہ کی صحبت استمرار حاصل رہے جو کہ کُونُوْا سے ثابت ہو گیا لیکن آج تک اس طرف ہمارا ذہن نہیں گیا تھا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے اکابر کے ارشادات قرآن وحدیث سے مقتبس ہوتے ہیں۔

جب احقر نے اپنے شیخ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے مولانا قمر الزمان صاحب کا یہ قول نقل کیا جو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں تو تمہاری تقریر سے مبہوت ہو گیا تو حضرتِ والا نے مزاحاً فرمایا کہ شکر کرو کہ مبہوت ہی ہوئے اگر مبہوت کا میم ہٹا دیتے تو کیا ہو جاتے۔ یہ ہیں ہمارے اکابر جو مزاح اور خوش طبعی بھی کرتے ہیں جو عین مذاقِ سُنّت ہے۔ امر کُونُوْا سے معلوم ہوا کہ زندگی کے ہر دَور میں صحبتِ اہل اللہ ضروری ہے۔

شیخ کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق ضروری ہے

لہٰذا حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اور سات سو برس پہلے مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرا زندہ شیخ تلاش کرو کیونکہ مردہ شیر سے بہتر زندہ بلی ہے۔ یہ مولانا رومیؒ کا ارشاد ہے۔ چنانچہ شیخ اول کے بعد جن لوگوں نے کسی دوسرے مربی کی صحبت اختیار نہیں کی ان کے حالات میں زوال آگیا۔ آہستہ آہستہ وہ انوار و برکات ختم ہو گئے اور وہ مصلح تو کیا رہتے صالح بھی نہ رہے۔

اصلاح زندہ شیخ سے ہوتی ہے اور اس کی مثال

جیسے خاندانی ڈاکٹر کا انتقال ہو جائے تو کیا آپ اس ڈاکٹر کی قبر سے علاج کرائیں گے وہ مُردہ ڈاکٹر کیا قبر سے انجکشن لگائے گا یا آپ زندہ ڈاکٹر کو تلاش کریں گے۔ اس لیے تمام اکابر کا اس پر اجماع ہے کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ تلاش کرنا ضروری ہے۔

زندہ شیخ سے اصلاح کی مثنوی میں عجیب مثال

اور مولانا رومؒ سات سو برس پہلے فرماتے ہیں کہ جیسے کوئی آدمی کنویں کے اوپر کھڑا ہوا اپنی ڈول سے کنویں میں گری ہوئی ڈولوں کو نکال رہا ہو۔ اس کی ڈول میں کانٹے لگے ہوتے ہیں ان کانٹوں میں پھنسا پھنسا کر گری ہوئی ڈولوں کو کنویں کے باہر نکال رہا ہے لیکن اس کا انتقال ہو گیا تو اب اس کی ڈول بھی ان ہی ڈولوں میں گر گئی۔ اب اس ڈول میں

یہ صلاحیت نہیں رہی کہ وہ دوسری ڈولوں کو اُٹھا کر کنوئیں کے باہر کر دے کیونکہ اس کا رابطہ اس شخص سے منقطع ہو گیا جو اوپر کنوئیں کے باہر کھڑا تھا۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں جو اللہ والا تربیت وارشاد کے منصب پر قائم رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کے اندر دو خاصیت ہونا چاہیے۔ (۱) گری ہوئی ڈولوں کے اندر اس کا جسم ہو یعنی مرتبۂ جسم میں وہ عالم اجسام میں رہے اور (۲) مرتبۂ رُوح میں وہ دُنیا کے کنوئیں سے اُوپر ہو، اپنے قلب و جاں سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کا انتہائی قوی تعلق ہو اور جسم کے اعتبار سے وہ دنیا میں بھی ہو۔ اگر روح کا جسم سے تعلق منقطع ہو گیا تو اب اس جسم میں وہ خاصیت نہیں رہے گی کہ وہ تربیت وارشاد واصلاح کا کام نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اب دوسرے شیخ کی جستجو کرنا چاہیے۔

ضرورتِ شیخ پر مثنوی میں دوسری مثال

اور دوسری مثال مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دی ہے کہ ایک شخص قید خانہ میں ہے تو کیا ایک قیدی دوسرے قیدی کو چھڑا سکتا ہے کیا اس کی ضمانت لے سکتا ہے ؏

کے دہد زندانئے در اقتناص
مرد زندانی دیگر را خلاص

ایک قیدی دوسرے قیدی کو رہائی نہیں دلا سکتا، اس کی ضمانت نہیں لے سکتا۔ رہائی دلانے کے لیے کوئی قید خانہ کے باہر سے آنا چاہیے جو اس کی ضمانت لے گا۔ جن کے قلب و جاں شہوتِ نفسانیہ سے اور بُری خواہشات کے قید و بند سے آزاد ہو چکے ہیں وہ ان لوگوں کی اصلاح کر سکتے ہیں جو شہوتوں اور بُری

خواہشوں کے مقید اور گرفتار ہیں۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا میں صیغہ جمع نازل ہونے کا راز

میں نے اس وقت ایک آیت شریفہ کی تلاوت کی اور ایک حدیث شریف پڑھ کر سنائی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے انسانو! ہم نے قرآن نازل کیا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ میاں تو ایک ہیں اَنَا نازل ہونا چاہیے تھا لیکن واحد کے لیے جمع کا صیغہ نَحْنُ کیوں نازل فرمایا۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ سلاطین کی گفتگو کا یہی انداز ہوتا ہے کہ ہم نے یہ قانون جاری کیا ہے۔ وہ میں نہیں کہتے، واحد کا صیغہ استعمال نہیں کرتے وجہ کیا ہے تَفْخِیْمًا لِشَانِہٖ یعنی اپنی شان کی عظمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نَحْنُ نازل فرمایا اَنَا نازل نہیں فرمایا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے۔ یہ عظمتِ شانِ حق ہے، حق تعالیٰ کی عظمت کا عنوان ہے بادشاہ ہمیشہ ایسے ہی بولتے ہیں۔ آج کل کے لیچڑ قسم کے بادشاہ نہیں۔ پرانے زمانہ کے جو صحیح بادشاہ ہوتے تھے ان کا اندازِ تکلم یہی ہوتا تھا اور قرآن پاک تو احکم الحاکمین کا کلام ہے لہٰذا کلام اللہ تمام کلاموں کا بادشاہ ہے پھر اس کی کیا شان ہوگی جبکہ دنیوی بادشاہوں کے کلام کی بلکہ ان کے خادموں کے کلام کی بھی کیا شان ہوتی تھی۔

ناکساں پیش کساں می آیند

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ

نے اپنے خادم رمضانی سے کہا کہ رمضانی مگساں می آیند اے رمضانی میرے پاس مکھیاں آرہی ہیں یعنی مجھے مکھیاں لگ رہی ہیں۔ اس خادم کی صلاحیت و قابلیت کو دیکھو اس نے جواب دیا کہ حضور ناکساں پیش کساں می آیند۔ نالائق لائق کے پاس آرہی ہیں۔ آپ تو لائق ہیں یہ مکھیاں نالائق ہیں۔ یہ نالائق کہاں جائیں گی، لائق ہی کے پاس تو آئیں گی۔ اللہ مولانا رومی کو جزائے خیر دے جنہوں نے ہم لوگوں کو یہی سکھایا کہ تم اللہ سے یوں ہی کہو کہ اے اللہ ہم تو نالائق تھے لہٰذا ہم سے نالائق اعمال ہو گئے ؂

آں چنیں کردم کہ از من می سزید

ہم نے وہی کام کیا جس کے ہم اہل تھے، ہم سے گناہ ہو گیا، نالائقی ہو گئی کیونکہ ہم نالائق تھے تو ہم سے نالائقی ہو گئی۔

تا چنیں سیل سیاہی در رسید

یہاں تک کہ اندھیروں کے سیلاب آگئے، ہمارے گناہوں کے اندھیرے ہم پر چھا گئے۔ اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ خدا سے یوں کہو ؂

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد

کہ زہر سوراخ مارم می گزد

اے اللہ میرے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے لائق ہے یعنی مجھے معاف کر دیجئے کہ میرے نفس کا سانپ مجھے ہر سوراخ سے ڈس رہا ہے۔

اے اللہ جب آپ کے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ شان ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام میں یہ شان ہے کہ جب بھائیوں نے کہا کہ اے یوسف

ب آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہ تم پر آج کوئی الزام نہیں ہم نے سب معاف کر دیا ! اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مکہ کے کافروں نے پوچھا کہ آج تو مکہ فتح ہو گیا اب آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہی معاملہ کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا اور فرمایا تھا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ اے اللہ جب آپ کے انبیاء میں رحمت کی یہ شان ہے تو اے اللہ آپ تو خالقِ انبیاء ہیں آپ کی شانِ رحمت کیا ہوگی ؟ اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے!

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ سے ایک اہم مسئلہ سلوک کا استنباط

اس پر حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی نے ایک مسئلہ تصوف بیان فرمایا کہ جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ مخلوق کے جھگڑوں میں نہیں پڑتے تاکہ اپنے وقت کو خالق کی عبادت میں مشغول رکھیں لہٰذا ان کی نظر عرش اعظم پر ہوتی ہے اَلَّذِیْ یَنْظُرُ اِلٰی مَجَارِی الْقَضَاءِ لَا یُفْنِیْ اَیَّامَهٗ بِمُخَاصَمَةِ النَّاسِ اولیاء اللہ وہ ہیں جو فیصلہ جاری ہونے کی جگہ پر یعنی عرش اعظم پر نظر رکھتے ہیں وہ اپنی زندگی کے ایام کو مخلوق کے جھگڑوں میں ضایع نہیں کرتے مخلوق کے جھگڑوں میں جو پھنسا اس کا دل اللہ کے قابل کہاں رہتا ہے۔ یہ بیان القرآن کے حاشیہ مسائل السلوک کی عربی عبارت نقل کر رہا ہوں اَلَّذِیْ یَنْظُرُ اِلٰی مَجَارِی الْقَضَاءِ لَا یُفْنِیْ اَیَّامَهٗ بِمُخَاصَمَةِ النَّاسِ بَلْ یَقُوْلُ

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ جس کی نظر اللہ پر ہوتی ہے وہ مخلوق کے جھگڑوں میں اپنے اوقات ضایع نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ جاؤ سب معاف کر دیا اور اپنا دل بچا کر اللہ کو پیش کرتا ہے۔

فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ الخ میں اہلِ ذکر سے مُراد علما ہیں

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جمع کے صیغہ سے نازل فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ۔ کہ ہم نے ذکر کو نازل کیا۔ یہاں پر میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب علم عظیم بیان فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے علما کو اہلِ ذکر فرمایا ہے اور قرآن شریف کو ذکر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ علماء کو زیادہ تلاوت کرنی چاہیے اور فرماتے تھے کہ جو عالم اللہ کو یاد نہ کرے وہ عالم نہیں ہے بلکہ ظالم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کا نام اہلِ ذکر رکھا ہے فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم لَا تَعْلَمُوْنَ ہو تو يَعْلَمُوْنَ لوگوں سے پوچھو جن کو اہلِ ذکر سے تعبیر فرمایا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اَلْمُرَادُ بِاَهْلِ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءُ بِاَخْبَارِ الْاُمَمِ السَّالِفَةِ اہلِ ذکر سے مُراد علما۔ ہیں جو تمام امم سالفہ کے حالات سے باخبر ہیں۔

علماء کو اہلِ ذکر فرمانا ذکر کی تلقین ہے

میرے شیخ فرماتے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اہلِ ذکر فرما دیں کہ یہ ہم کو یاد کرنے والے لوگ ہیں، جن کے علم کی تعبیر ذکر سے ہوتی ہو وہ عالم بھی اگر مالک کو کم یاد کرے تو وہ عالم ہے یا ظالم ہے

اور ہمزہ سے آلم ہونا تو بہت آسان ہے، الم پہنچانا، ایک دوسرے کو اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ ہمیں آپس میں محبت سے رہنا چاہیے ہر مدرسہ والے کو دوسرے مدرسہ کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

جملہ مدارس اہلِ حق کا اکرام و رعایت

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب

فیصل آباد میں ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ زکوٰۃ و خیرات وصدقات ہمارے مدرسہ میں دیجئے۔ یہاں بہترین مستحق طلباء موجود ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسا نہ لکھنا چاہیے جتنے اہلِ حق مدارس ہیں سب ہمارے ہیں، اللہ کا دین ہمارا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہیں، قرآن پاک ہمارا ہے لہٰذا یوں لکھو کہ زکوٰۃ خیرات وصدقات ہمارے مدرسہ میں بھی جمع کرائے جاسکتے ہیں۔ لفظ بھی کا اضافہ کر دیجئے ورنہ ہندوستان میں ایک مدرسہ والے نے لکھا کہ ہمارے مدرسہ میں جو خیرات دے گا اس کو سات قسم کا ثواب ملے گا۔ تو دوسرا مدرسہ قریب میں تھا اس نے لکھا کہ ہمارے یہاں اگر جمع کرو گے تو آٹھ قسم کا ثواب ملے گا۔

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ قرآنِ پاک کی دائمی حفاظت کی دلیل ہے

تو اللہ سبحانہ تعالےٰ نے نزولِ قرآن کی نسبت اپنی طرف فرما کر یہ فرمایا: وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور جملہ اسمیہ سے فرمایا۔ جملہ اسمیہ سے جو بات بتائی جاتی ہے اس میں ثبوت اور دوام ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ حدوث کے لیے استعمال ہوتا ہے

تو اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کو جملہ اسمیہ سے بیان کر کے قیامت تک کے انسانوں کو آگاہ فرما دیا کہ سارا عالم مل کر میرے اس کلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اس کی حفاظت جملہ اسمیہ سے نازل کر رہا ہوں۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ لہٰذا ہم دوامًا اس کی حفاظت کریں گے اور جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے اور جسے اللہ نہ رکھے اسے ساری دنیا چکھے۔ یہ دوسرا جملہ میرا بڑھایا ہوا ہے۔ اُردو کے محاورات میں ہر ایک کو ترمیم کا حق ہے۔ مخلوق کے کلام میں دوسرا مخلوق ترمیم کر سکتا ہے مشہور محاورہ یہ ہے کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے اور میرا اضافہ یہ ہے کہ جس کو اللہ نہ رکھے اس کو ساری دُنیا چکھے۔ شاعر کہتا ہے ؎

اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

اللہ کے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا

جو اللہ سے ہٹتا ہے، اللہ کو بھولتا ہے، اللہ کی نافرمانی کرتا ہے جہاں بھی جائے گا مصیبت میں رہے گا۔ سارا عالم اس کو پناہ نہیں دے سکتا۔ سیاسی پناہ گیروں کو دوسرے ملک سیاسی پناہ دے دیتے ہیں لیکن اللہ کے مجرم کو سارا عالم نہ سیاسی پناہ، نہ مذہبی پناہ کسی قسم کی کوئی پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ زمین کے جس ٹکڑے پر جائے گا وہ زمین اللہ کی ہے اور جس آسمان کے نیچے جائے گا وہ آسمان اللہ کا ہے۔

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

قرآن پاک کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کی حفاظت کا وعدہ نہیں

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے اور اس سے پہلے توریت، زبور، انجیل کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ فَاِنَّ الشَّیْخَ الْمُھِیْبَ لَوْتَغَیَّرَ نُقْطَۃٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَیَرُدُّ عَلَیْہِ الصِّبْیَانُ اگر مصر کا کوئی شیخ مہیب قرآن کی کوئی آیت غلط تلاوت کر دے تو ہمارا نو دس سال کا کوئی بچہ اس کو ٹوک دے گا کہ اَخْطَاْتَ یَا شَیْخُ اس کی غلطی پکڑ لے گا۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ توریت، زبور و انجیل کی حفاظت کی اللہ تعالےٰ نے ذمہ داری نہیں لی اس لیے سب میں تحریف ہوگئی۔ ان کتابوں کی حفاظت اس وقت کے علماء کے حوالے تھی۔ علماء کے بعد والی نسلوں نے ان کو بیچنا شروع کر دیا لہذا آج توریت، زبور و انجیل محفوظ نہیں ہے، جو موجود ہے تحریف شدہ ہے لیکن قرآنِ پاک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری قبول فرمائی ہے وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ جملہ اسمیہ سے دوامًا اور ثبوتًا نازل ہوا ہے کہ ہمیشہ کے لیے یہ قرآنِ پاک محفوظ رہے گا چنانچہ بالفرض اگر امریکہ، روس، برطانیہ اور سارے عالم کی طاغوتی طاقتیں مل کر دنیا بھر کے قرآنِ پاک کے نسخے جمع کر کے جلا دیں تو ہمارے لاکھوں حفاظ اس کو چند منٹ میں پھر لکھوا دیں گے۔ قرآن پاک سینوں میں محفوظ ہے اور ہر زمانہ میں رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یہ حفاظ کرام اللہ تعالےٰ کی سرکاری ذمہ داری کے منتخب افراد ہیں۔

حفاظتِ قرآنِ پاک کی خدائی ذمہ داری کے منتخب افراد

اور جہاں جہاں حفظِ قرآن کے مدارس کھولے جاتے ہیں وہ حضرات اللہ تعالےٰ کی اس سرکاری ذمہ داری کے منتخب افراد ہیں، وہ مسلمان منتخب مسلمان ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ کا جو سرکاری اعلان قرآنِ پاک کی حفاظت کا ہُوا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی حفاظت فرشتوں سے نہیں کرائیں گے، جنوں سے نہیں کرائیں گے بلکہ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کا تفسیری جملہ علامہ آلوسی نے بیان فرمایا اَیْ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَآءِنَا ہم اپنے دوستوں کے قلوب میں اس کو محفوظ کریں گے۔

قرآنِ پاک کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ ہے

تو جہاں جہاں حفظِ قرآن کے مدارس ہیں یہ سب بارگاہِ حق کے سرکاری لوگ ہیں کیونکہ حفاظتِ قرآن پاک کی سرکاری ذمہ داری کے منتخب افراد اور کارکن ہیں اور وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں قرآنِ پاک کے الفاظ کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے اور ان الفاظ کے معانی و مفاہیم کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے کیونکہ اگر کسی مکان کے باہر کو تالہ لگا ہو لیکن مکان کے اندر کا سونا چاندی اور جواہرات سب چوری ہو جائیں تو کیا حفاظت کا حق ادا ہوا۔ لہٰذا قرآنِ پاک کے الفاظ میں بھی قیامت تک کوئی تحریف و تبدل و تغیر نہیں ہو سکتا اور قرآنِ پاک کے معانی و مفاہیم میں بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے قرآنِ پاک کے الفاظ کی تلاوت مع التجوید وغیرہ کی حفاظت کے لیے دارالعلوم کا قیام بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن پاک کے معانی و علوم کا سیکھنا بھی اتنا ہی ضروری

ہے جتنا اس کے الفاظ و تجوید کا سیکھنا۔ قرآن پاک کے الفاظ و معانی دونوں اہم ہیں اور دونوں کی حفاظت کا خدائی اعلان ہے۔

آیت قرآنی سے مکاتب و مدارس کے قیام کا ثبوت

چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ اے اللہ میری اولاد میں سے ایک نبی مبعوث فرما یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ جو تیرے کلام کی تلاوت کرے تیری آیات لوگوں کو سُنائے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور کتاب اللہ کی تعلیم دے۔ اس آیت کی علامہ آلوسی نے یہ تفسیر کی اَیْ يُفَهِّمُهُمْ اَلْفَاظَهٗ جو الفاظ قرآنِ پاک کے معانی بتائے وَيُبَيِّنُ لَهُمْ كَيْفِيَّةَ اَدَاءِهٖ اور ان الفاظ کی کیفیت ادا بھی سکھائے۔ اس آیت سے قرات کا بھی ثبوت ملتا ہے اور تعلیم کتاب کا بھی۔ لہٰذا حفظِ قرآن کے مدارس کا قائم کرنا اور تعلیم کتاب اللہ کے لیے دار العلوم کا قیام بھی مقاصدِ بعثتِ نبوت میں سے ہے۔

لہٰذا جن ماں باپ نے اپنے بچوں کو حافظ بنایا، جن اساتذہ نے بچوں کو قرآنِ پاک حفظ کرایا، جن لوگوں نے یہ مدارس قائم کیے اور ان کا اہتمام و انتظام چلایا، جن لوگوں نے ان مدارس کے قیام میں مالی یا جانی کسی نوع کی اعانت کی وہ سب خوش نصیب ہیں، اُن کو مُبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ سب کے سب وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کی خُدائی ذمہ داری کے افراد اور رکن ہیں۔ اس آیت میں اللہ پاک کی طرف سے قرآن مجید کی حفاظت اور کفالت کا جو وعدہ ہے یہ سب کے سب ظاہری ارکانِ کفالت اور ممبرانِ کفالت ہو گئے اور اس میں

شامل اور منتخب ہو کر اللہ کے پیارے ہو گئے۔ قرآنِ پاک کی خدائی حفاظت کے اعلان میں وہ سب قبول کیے گئے۔ اب اس کے بعد حدیثِ پاک کی شرح کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔

کلام اللہ کے شرف و عظمت کا انوکھا اظہار

آج کل حافظِ قرآن کو لوگ اہمیت نہیں دیتے، سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ معمولی لوگ ہیں لیکن ان کا مقام دیکھنا ہو تو رمضان المبارک میں دیکھو۔ اگر مسلمان بادشاہ بھی کوئی کہیں کا ہو لیکن رمضان المبارک میں اس کو بھی حافظِ قرآنِ پاک کے پیچھے تراویح پڑھنی پڑے گی۔ میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں تراویح کو سنت مؤکدہ قرار دینا قرآنِ پاک کی عظمت کے اظہار کا ایک راستہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تاکہ بڑے بڑے مسلمان بادشاہوں کو وزیرِ اعظموں کو، مالداروں کو تاجروں کو معلوم ہو جائے کہ انہیں پندرہ سولہ سال کے ان حافظ بچوں کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے گی، مقتدی بننا پڑے گا۔ کوئی کروڑوں فرینک کما رہا ہو اور حافظِ قرآن غریب ہے تو سیٹھ صاحب کو اسی غریب کے پیچھے تراویح پڑھنی پڑے گی۔ معلوم ہوا کہ تراویح کی مسنونیت اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت و شرف کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اُمت کے بڑے لوگ کون ہیں؟

لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمت کے بڑے لوگ کون ہیں؟ ہم بڑے لوگ کن کو سمجھتے ہیں؟ کوئی

بادشاہ یا وزیر ہو جائے، یا کروڑوں کی تجارت ہو جائے، خوب مال آ جائے تو کہتے ہیں کہ یہ صاحب بڑے آدمی ہیں، پانچ لاکھ کی مرسیڈیز پر چلتے ہیں، بنگلہ بھی بہت بڑا بنا لیا پانچ ہزار گز پر ہے، بہت شاندار بلڈنگ ہے، لباس بھی شاندار ہے، کار بھی شاندار ہے، کاروبار بھی شاندار ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ قیمت مٹی کی مٹی سے نہیں ہوتی۔ بتاؤ موٹر مٹی کی ہے یا نہیں اور سموسہ اور پاپڑ مٹی کے ہیں یا نہیں اور بلڈنگ اور مکان مٹی ہے یا نہیں؟ تو مٹی کی قیمت مٹی سے لگا رہے ہو، اس مٹی کی قیمت اللہ تعالیٰ کی رضا سے لگتی ہے۔ میرا ایک شعر ہے ؎

ہماری خاک اس لمحہ میں ہے رشکِ فلک اختر
وہی لمحہ جو میرا ذاکرِ مولائے عالم ہے

خالقِ کائنات کو جو مٹی یاد کرتی ہے وہ مٹی قیمتی ہوتی ہے، وہ مٹی قیمتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مثبت ہو ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

مٹی کی قیمت مٹی سے نہیں لگے گی۔ میرا بہت پرانا شعر ہے جو میں نے نوجوانوں کے لیے کہا تھا۔ ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

مٹی کی عورتیں اور دُنیا بھر کے حسین سب مٹی کے ہیں قبروں میں دیکھ لینا سب مٹی ہو جائیں گے۔ اپنی مٹی کو مٹی کی شکلوں پر مٹی مت کرو، اس مٹی کو اللہ تعالیٰ

پر فدا کر کے اپنی قیمت بڑھالو۔ پھر تمام کائنات، جنات اور فرشتے بھی آپ کا احترام کریں گے۔ اولیاء اللہ جدھر سے گذر جاتے ہیں اُدھر انوار پھیل جاتے ہیں۔ محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَوْ مَرَّ وَلِیٌّ مِّنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰے بِبَلْدَۃٍ لَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلُ تِلْکَ الْبَلْدَۃِ اگر کوئی ولی اللہ کسی شہر سے گذر جائے اور وہاں اس کو قیام کا موقع نہ ہو تو بھی اس شہر والے اس کے گذرنے کی برکت سے محروم نہیں رہیں گے۔ بس اللہ تعالٰے ہم کو اللہ والا بنا دے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہُوا جا رہا ہوں

حفاظِ قرآن اُمت کے بڑے لوگ ہیں

تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ میری اُمت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن ہیں یعنی جو بچے حافظ ہو گئے یہ امت کے بڑے لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کو بڑے لوگ فرمائیں آج ہم ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ ایسے ایسے جملے کہتے ہیں کہ میاں حافظِ قرآن ہو گئے، اب جمعرات کی روٹیوں کا انتظار کریں گے۔ ارے امریکہ کی ڈگری لے آتے تو کچھ ہو جاتے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ حافظِ قرآن باعمل اور اللہ والا ہو تو وہ روٹیوں کا انتظار نہیں کرتا بڑے بڑے روٹیوں اور بریانیوں والے اس کا انتظار کرتے ہیں کہ کاش حافظ صاحب میری دعوت قبول کر لیں۔

امریکہ کے ڈگری یافتہ کی بدحالی کا سچا واقعہ

امریکہ کی ڈگری لانے والوں کا حال دیکھ لو کہ اپنے باپ کی داڑھی اس کے مرنے کے بعد منڈوادی۔ کراچی کا واقعہ ہے۔ ایک مسلمان بوڑھا بیس پچیس دن بے ہوش آکسیجن میں پڑا ہوا تھا۔ بیس دن حجامت نہیں بنی تو داڑھی آگئی۔ اتنے میں امریکہ سے اس کا لڑکا آیا لیکن باپ کی روح نکل گئی۔ مرنے کے بعد ظالم نے حجام کو بلا کر باپ کی داڑھی منڈادی اور کہا کہ میں اپنے ابا کو اس خراب شکل میں قبر میں دفن نہیں کروں گا۔ نعوذ باللہ۔ اور پڑھاؤ امریکہ میں! یہ انعام ملا کہ مرنے کے بعد بھی لعنت سے نہ بچ سکا۔

مدعیانِ تہذیب کی پستی و بدحالی

میں نے امریکہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عیسائی ایک لمبی سی ٹافی چوس رہا ہے اور اس کا کتا کار میں اس کی بغل میں بیٹھا ہے اپنے منہ سے ٹافی نکال کر اس کتے کو چسائی پھر کتے کے منہ سے نکال کر ظالم خود کھانے لگا۔ استغفراللہ۔ اللہ بچائے اللہ بچائے۔ دیکھا آپ نے ان کا مقام۔ کتوں کے خادم ہو گئے۔ انسانیت کو خادم الکلاب کے مقام سے تبدیل کر دیا دیکھئے مسلمان کیسا بھی ہو لیکن کم سے کم خادم الکلاب نہیں ہوتا۔ جب میں لندن گیا تو وہاں ایک انگریز بڈھی عورت دو کتے لیے جا رہی تھی میں نے فوراً ایک شعر کہا

کسی کو ذوقِ گلاب ہے تو کسی کو ذوقِ کلاب ہے
کوئی جنابت میں مبتلا ہے تو کوئی عالی جناب ہے

اللہ والے عالی جناب ہیں اور یہ کافر جنابت میں مبتلا ہیں کیونکہ ہر وقت اُن کو کُتے چاٹ رہے ہیں اور لیسٹر میں میرا ایک شعر ہُوا ؎

مانا کہ میر گُلشنِ جنت تو دُور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے

اہل اللہ کی بلندی و سرمستی

اللہ والے اپنے دل میں خالقِ جنت لیے ہُوئے پھر رہے ہیں ۔ کیا سمجھتے ہو ان کے دل کے عالم کو کہ وہ کتنے مزے میں ہیں ۔ سمندر کے کنارے جہاں سمو سہ پاپڑ کچھ بھی نہ ہو، کوئی سامانِ راحت نہ ہو، وہ اپنی چٹائی اور بوریئے پر اگر اللہ کا نام لے رہے ہیں تو دونوں جہان وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں ۔ خواجہ صاحب کا شعر سُنئے ! فرماتے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اب میرا شعر سُنئے ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اللہ اللہ ہے ۔ جنہوں نے دل میں نہیں پایا وہ کیا جانیں کہ اللہ کیا ہے مولانا رومیؒ سے پوچھو کہ اللہ کیا ہے فرماتے ہیں کہ اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے جو سارے عالم کو شکر دیتا ہے جو گنوں میں رس پیدا کرتا ہے اسی رس سے شکر بنتی ہے تو جو اللہ سارے عالم کو شکر دے رہا ہے

خود اس کے نام کی مٹھاس اور شیرینی کے عالم کا کیا عالم ہوگا! فرماتے ہیں کہ میرے اللہ کے نام کی مٹھاس کو یہ شکر کیا جانے یہ تو مخلوق ہے، اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے یہ کیا جانے کہ اللہ کے نام میں کیا مٹھاس ہے اور چاند سورج کیا جانیں میرے اللہ کے حسن و جمال کو؟ ؎

ما زلب یارم شکر را چہ خبر
واز رخش شمس و قمر را چہ خبر

حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ اور اَصْحَابُ اللَّیْلِ کا ربط

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن ہیں۔ لیکن جہاں قرآن شریف رکھا جائے وہ جزدان قیمتی ہو یا گندا اور کٹا پھٹا ہو؟ وہ تو صاف ستھرا ہونا چاہیے اور وہاں خوشبو بھی ہونی چاہیے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک حافظوں کے جسم و روح کے لیے ایک قید لگا دی اور وہ ہے اصحاب اللیل تاکہ جس سینہ میں قرآنِ پاک ہو اس میں چار قسم کی خوشبو بھی ہونی چاہیے اور یہ خوشبو کیسے آئے گی؟

حفاظِ قرآنِ پاک کے لیے تہجد کی اہمیت

حملۃ القرآن کے بعد فوراً اصحاب اللیل فرمانا ظاہر کر رہا ہے کہ حافظِ قرآن راتوں کی نماز بھی پڑھتے ہوں۔ جو حافظِ قرآن اصحاب اللیل ہوں گے ان میں چار قسم کی خوشبو آجاتے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ اے میری امت کے لوگو رات کی نماز مت چھوڑنا، اس کو لازم پکڑ لو عَلٰی لزوم کے لیے ہے۔ وہ چار قسم کی خوشبو کیا ملے گی؟

۱ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ تم سے پہلے تمام صالحین کا شیوہ رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے صالحین ہوئے تمہارا نام ان صالحین کے رجسٹر میں لکھ دیا جائے گا اور دوسری خوشبو کیا ہے ؟

۲/ وَهُوَ قُرْبَةٌ اِلٰى رَبِّكُمْ تم اللہ تعالےٰ کے پیارے اور مقرب بن جاؤ گے تیسری خوشبو کیا ہے ؟

۳/ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ تمہاری خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور خوشبو نمبر چار کیا ہے ؟

۴/ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ گناہ سے بچنے کی طاقت تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی۔ (ترمذی ابواب الدعوات جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

تہجد کا آسان طریقہ

اب کوئی کہے کہ تین چار بجے رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا تو بہت مشکل ہے۔ بارہ بجے رات تک توہماری دُکان کھلی رہتی ہے۔ تو میں آپ کو ایک نسخہ بتاتا ہوں کہ آپ سب سو فیصد تہجد گذار ہو جائیں اور رات کو تین بجے بھی کسی کو نہ اٹھنا پڑے۔ وہ کیا نسخہ ہے؟ وہ ابھی بتاتا ہوں لیکن آپ لوگ زندگی بھر مجھے جزاک اللہ کہنا۔

عشاء کے چار فرض اور دو سنت پڑھنے کے بعد وتر سے پہلے دو رکعات بہ نیت تہجد یا بہ نیت قیامِ لیل پڑھنا کیا مشکل ہے ان ہی دو رکعات تہجد میں صلوٰۃِ توبہ، صلوٰۃِ حاجت، صلوٰۃِ استخارہ کی نیت بھی کر سکتے ہیں۔ دو ہی رکعات میں کئی نیت کر کے ثواب کے مختلف قسم کے لڈو مل سکتے ہیں۔ دو رکعت تہجد کے بعد معافی مانگ لیجئے کیونکہ صلوٰۃِ توبہ کی نیت کی تھی لہٰذا توبہ کر لیجئے کہ دن بھر میں جو

کچھ نالائقیاں ہوگئی ہوں تو اے اللہ معاف فرما دیجئے خاص کر ری یونین میں بے پڑھ گئی عام ہے یہاں خطا کا زیادہ امکان ہے۔ صلوٰۃ حاجت کی نیت کی تھی حاجت مانگ لیجئے

سونے سے پہلے نمازِ تہجد کی شرعی دلیل

عشاء کے چار فرض اور دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے چند نفل پڑھنے سے کیا ہم قائم اللیل ہو جائیں گے اور قیامت کے دن کیا ہم کو تہجد گذاروں کا درجہ مل جائے گا؟ علماء کو حق ہے کہ اس کا ثبوت اختر سے مانگ لیں۔ لہٰذا اب میں اس کا ثبوت یعنی شرعی دلیل پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱، از امداد الفتاویٰ: حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ جو عشاء کے بعد چند رکعات نفل بہ نیت تہجد پڑھ لے وہ بھی قیامت کے دن تہجد گذاروں میں اٹھایا جائے گا۔ یہ تو امداد الفتاویٰ کی دلیل ہوگئی۔

دلیلِ نمبر ۲، از شامی: اب میں علامہ شامی کی کتاب جو فقہ کی سب سے بڑی کتاب مانی جاتی ہے اس کی جلد نمبر ۱ سے حوالہ دیتا ہوں۔ علامہ شامی ابن عابدین لکھتے ہیں کہ جو شخص عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے گا اس کی بھی سنتِ تہجد ادا ہو جائے گی۔ اب دلیل کے لیے عربی عبارت پیش کرتا ہوں تاکہ علماء حضرات کو تشنگی باقی نہ رہے۔

علامہ شامی سب سے پہلے حدیث نقل کرتے ہیں کیونکہ فقہ تابع ہے حدیث کے۔ جس فقہ کا سہارا حدیث پر نہ ہو وہ معتبر نہیں۔

یہاں ایک بات یاد آگئی۔ قرآن پاک کی آیت ہے قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوْا تمام مفسرین کہتے ہیں کہ رَبُّنَا اللّٰہُ میں ربنا خبر ہے اور اللہ مسند الیہ ہے لیکن ربنا کو اللہ تعالیٰ نے مقدم اس لیے کیا تاکہ حصر کے معنی پیدا ہو جائیں تقدیم ماحقه التاخیر یفید الحصر "تاکہ تم یہ کہو کہ ہمارا پالنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ اگر رَبُّنَا مقدم نہ ہوتا تو معنی حصر کے نہ پیدا ہوتے یہ عربی کا قاعدہ کلیہ ہے۔ اب یہاں ایک نحوی اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہاں ہم اللہ کو خبر مان لیں اور ربنا کو مسند اور مبتدا مان لیں تو کیا حرج ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو یہ عطا فرمایا کہ مسند الیہ کو قوی ہونا چاہیے کیونکہ سہارا لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی قوی نہیں ہے اس لیے اللہ کا نام ہوتے ہوئے کسی غیر اللہ کو مسند الیہ بنانا صحیح نہیں یہ بات تو درمیان میں آگئی۔

صلوٰۃِ تہجد بعدِ عشا کی دلیل بالحدیث

علامہ شامی جس حدیث سے اپنا مسئلہ پیش کر رہے ہیں اس کو نقل کرتے ہیں۔ وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلوٰةِ الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ (شامی جلد ۱، ص۵۰۶ بحوالہ طبرانی) ہر وہ نماز جو نمازِ عشا کے بعد پڑھی جاتے گی قیامِ لیل میں داخل ہے۔ اب ملا علی قاری کی وہ عبارت کہ لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مَنْ لَّا يَقُوْمُ اللَّيْلَ (مرقاۃ صفحہ ۱۴۸، جلد ۳) جو رات کی نماز یعنی تہجد نہیں پڑھتا وہ کامل ہو ہی نہیں سکتا تو لہٰذا اب آپ آسانی سے کامل ہو سکتے ہیں کہ سونے سے پہلے رات ہی کو تہجد پڑھ لیں۔

اس حدیثِ پاک کی روشنی میں شامی کا فیصلہ یہ ہے کہ فَاِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلوٰةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ اس شخص کی سُنتِ تہجد

ادا ہو جائے گی جو عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے چند رکعات نفل پڑھ لے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ آدھی رات میں اُٹھ کر پڑھ رہے ہیں وہ پڑھنا چھوڑ دیں۔ جو لوگ بریانی کھا رہے ہیں وہ کھاتے رہیں یہ تو ان لوگوں کے لیے ہے جن کو بوجہ ضعف یا سُستی کے بریانی نہیں ملتی وہ عشاء کے بعد کم از کم گوشت روٹی کھالیں پھر اگر آخر رات میں آنکھ کھُل جائے تو اس وقت دوبارہ پڑھ لیں تو کس نے منع کیا ہے؟

نمازِ اوّابین کا آسان طریقہ

مَیں کہتا ہوں کہ اسی طرح اوابین بھی آسان ہے۔ ہمارے اکابر نے فرمایا کہ مغرب کے تین فرض پڑھ کر دو سُنّت مؤکدہ اور دو نفل ساری امت پڑھتی ہے، صرف دو رکعت پڑھ لیجئے تو اوابین ادا ہو جائے گی۔ سُنّتِ مؤکدہ اوابین میں شامل ہے کیونکہ حدیث کی عبارت یہ ہے کہ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکْعَاتٍ۔ الخ (ترمذی صفحہ ۹۸، جلد۱) فرض نماز کے بعد چھ رکعات اوابین کی ہیں لہٰذا سُنّتِ مؤکدہ اس میں شامل ہے۔ لیکن اگر کوئی زیادہ رکعات پڑھتا ہے اس کو پڑھنے دو۔ ہم تو ان ضعیفوں کے لیے جو بحرالکاہل ہیں ہمت کے کمزور ہیں یا بیمار ہیں یہ آسان ترکیب بتا رہے ہیں ان کے لیے یہ علم حوصلہ افزا ہے۔

بچوں کو بعدِ عشاء تہجّد کی مشق

دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو بچے حافظِ قرآن ہو جائیں ان کو عشاء کے بعد وتر سے پہلے دو رکعات تہجد کی نیت سے پڑھوا دیں تاکہ وہ اس حدیث کے پورے مصداق ہو جائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری

اُمت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن اور اصحاب اللّیل ہیں۔ دارالاقامہ میں اس کا اہتمام کیا جائے کہ عشاء کے فرض اور سنت کے بعد دو رکعات پڑھوا دی جائیں اس کے بعد وتر پڑھیں اور یہ حدیث سمجھا دیں کہ دیکھو بیٹے تم حاملِ قرآن تو ہو گئے لیکن اب اصحابِ لیل ہو جاؤ تاکہ اس حدیث پاک کے دونوں جزء کے تم مصداق ہو جاؤ۔

(اس کے بعد حضرتِ والا نے فرمایا کہ میری تقریر اب ختم ہو گئی۔ ختمِ قرآن شریف کا جو طریقہ ہو کریں۔ قاری یعقوب صاحب زید مجدھم نے بچوں کو قرآن شریف ختم کرنے کا حکم دیا۔ (اس وقت مندرجہ ذیل ملفوظ قاری صاحب کے نام کی مناسبت سے ارشاد فرمایا جو افادیت کے پیشِ نظر قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ جامع)

شیخ کا ایک ادب

قاری یعقوب صاحب کو مثنوی کا ایک شعر مع معانی کے بتائے دیتا ہوں کہ اپنے شیخ کے سامنے کیسے رہنا چاہیے؛ ؎ پیشِ یوسف نازش و خوبی مکن

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ کو حُسنِ معنوی کے اعتبار سے حُسنِ باطنی کے اعتبار سے یُوسف سمجھو اس کے سامنے اپنی کسی خوبی پر ناز، اپنے علم کا احساس اور احساسِ فضیلت نہ کرنا ؎

جز نیاز و آہِ یعقوبی مکن

حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح نیاز و آہ و فریاد کرو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نیاز و آہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یَآ اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ ہائے یوسف افسوس

اَنَا اللّٰہ کی نعمت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو عطا کی گئی

اس وقت

اِنَّا لِلّٰہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے غم پر حضرت یعقوب علیہ السلام اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پچھلے انبیاء اور ان کی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کی نعمت نہیں دی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہ کی یہ نعمت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی اُمت کو خاص طور سے عطا فرمائی گئی ہے جو پچھلے پیغمبروں کو اور ان کی اُمتوں کو نہیں دی گئی تھی ورنہ حضرت یعقوب علیہ السّلام موقعِ غم پر یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ نہ کہتے بلکہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہتے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے۔

(اس کے بعد حافظ فرید سلمۂ ابنِ جناب یوسف صاحب اور ایک دوسرے طالبِ علم نے قرآن پاک ختم کیا اور حضرتِ والا نے دُعا فرمائی جو نقل کی جاتی ہے۔ جامع)

اے اللہ ہر ختمِ قرآن پاک کی برکت سے ہم سب کے تمام مقاصد کو پورا فرمادے اور ہمارے تمام نیک ارادوں کو بامراد فرمادے اور جو لوگ مدرسے چلارہے ہیں یا دار العلوم کھولنے والے ہیں اے اللہ عالمِ غیب سے ہم سب خدام پر اپنے خزانے برسادے عزتِ نفس اور عظمتِ دین کے ساتھ مالی معاملہ میں غیبی مدد فرما اور ان بچوں نے جو دُعائیں مانگی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں اور ہمارے خاندان اور بچوں کے حق میں اور ہمارے احباب حاضرین اور غائبین کے حق میں اور سارے عالم کے مسلمانوں کے حق میں قبول فرمالے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ